بسم الله الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

118: اہل سنت والجماعت غلاموں (خادموں) کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

اور فخر، تکبر، بڑائی، زیادتی اور برے اخلاق سے منع کرتے ہیں۔

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور ہم بات کررہے تھے اہل سنت والجماعت کے عملی طریقے کی اور پہنچے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر: "والرفق بالمملوك" (اور مملوک کے ساتھ نرمی کرنا)۔ مملوک یعنی غلام (جو گھر کے غلام ہوتے ہیں یا لونڈی ہوتی ہے یا خادم ہوتے ہیں) اُن کے ساتھ نرمی کرنا۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ اس چیز کا بھی حکم دیتے ہیں کہ جو گھر کے خادم ہیں یعنی جو غلام ہیں یا لونڈیاں ہیں ان کے ساتھ نرمی کرنا۔

اور مملوک سے شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس سے مراد چاہے انسان ہو جو غلام ہوتا ہے یا گھر کا جانور ہو ان تمام کے ساتھ جو ہے وہ نرمی سے سلوک کرنا ہے، اور سلوک کرنے کا طریقہ جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں:

(۱) کہ اگر آپ کھائیں تو اس کو بھی کھلائیں۔

(۲) اور اگر آپ کوئی لباس پہنیں تو اس کو بھی لباس پہنائیں۔

(۳) اور تیسری بات یہ ہے کہ کوئی بھی چیز اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالیں، جو کام آپ اس کے ذمے لگاتے ہیں وہ اتنا بھاری نہ ہو کہ وہ کرنے سے قاصر ہو، اتنا وزن نہ ڈالیں کہ وہ اٹھا نہ سکے یا اتنا مشکل کام نہ ہو کہ وہ کر نہ سکے یا کرنے میں اس کو کوئی دشواری ہو۔ اور جہاں تک جانوروں کا تعلق ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): چاہے جانور کسی بھی طریقے کا ہو جو آپ کے گھر میں رہتا ہے یا جو آپ کی ذمہ داری کے تحت ہے چاہے ایسا جانور ہو جو مرکوب ہے یعنی جس پر سواری کی جاتی ہے یا اس کا دودھ نکالا جاتا ہے اور استفادہ حاصل کیا جاتا ہے، یا کوئی ایسا جانور جو گھر میں ویسے ہی پالا جاتا ہے تو ان کی حاجتوں کے اختلاف کی وجہ سے ان کے ساتھ نرمی بھی مختلف ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر سردیاں ہوں تو ایسی جگہ پر اُن کو رکھنا چاہیے جہاں پر ان کے لیے گرمی کا ساز و سامان تیار ہو اور سردی سے بچایا جائے اگر وہ خود اپنی ذاتی طور پر اپنی خلق کے اعتبار سے سردی برداشت کرنے والا جانور نہ ہو، اور اسی طریقے سے گرمی میں انہیں ٹھنڈی جگہ پر رکھا جائے اور ایسی جگہ نہ ہو جہاں پر گرمی کا وہ بوجھ نہ اٹھا سکے، اور اسی طریقے سے اگر وہ خود چارہ نہیں کرتی اور گھر میں پالا ہوا ہے اور چارے کی کوئی جگہ بھی نہیں ہے تو کھانے پینے کا انتظام اس کے مالک کو کرنا چاہیے، اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی بھی ایسا بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے جو اس کی طاقت میں نہ ہو۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ جو اصول ہم بتا رہے ہیں اہل سنت والجماعت کے یہ عقیدے کے اصول ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ دیکھیں کہ اس میں جو کمزور طبقہ ہے معاشرے کا جیسے پچھلے درس میں گزر چکا ہے کہ مساکین ہیں جو یتیم ہیں ان کے ساتھ شفقت کرنا، اور آج کے درس میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو گھر کے خادم ہیں اور جو غلام وغیرہ ہیں ان کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آنا اور گھر کا اگر کوئی جانور بھی ہے تب بھی اس جانور کے حقوق میں سے جو حقوق ہیں ان کا بھی خاص خیال رکھنا ہے، تو اہل سنت جماعت کے جو اصول ہیں دین کے اصول جو ہیں یا سنت کے اصول جو ہیں وہ شامل اور کامل ہیں۔

اور یہی دین اسلام کی خوبصورتی ہے کہ یہ دین کامل دین ہے اور شامل دین ہے اس دین میں اگر کوئی شخص غیر مسلم بھی عدل انصاف کی نگاہ سے دیکھے تو اس کو اس دین کے کمال کے سوا کچھ نظر نہیں آنے والا بشر طیکہ عدل وانصاف کرنے والا ہو بغض اور نفرت نہ ہو، کینہ نہ ہو، اور ناجائز اس دین پر مختلف طریقے کی تہمتیں نہ ہوں، اگر کوئی شخص عدل وانصاف کی نگاہ سے دیکھے تو اس دین اسلام میں جانور کے حقوق بھی اسے واضح نظر آتے ہیں۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وينهون عن الفخر والخيلاء والبغي والإستطالة على الخلق بحق أو بغير حق"۔

پہلے ہم بیان کر رہے تھے "ويأمرون" یہ تمام چیزیں جو گزر چکی ہیں یہ حکم دیتے ہیں اہل سنت والجماعت؛ اب کس چیز سے منع کرتے ہیں یہ بھی عملی طریقے کے ایک بنیادی حصہ ہے، ہم جب عمل کرتے ہیں کچھ چیزیں ہم کرتے ہیں اور کچھ چیزیں ہم نہیں کرتے رُک جاتے ہیں، دین اسلام میں دیکھیں جو احکام ہیں وہ دو قسم کے ہیں یا تو اَوامر ہیں یا نواہی ہیں (یا تو ہمیں حکم دیا دگیا ہے کچھ چیزیں کرنے کا یا ہمیں بعض چیزوں سے روک دیا گیا ہے کہ ہم نے وہ چیزیں نہیں کرنی ہیں) اس اصول کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔

"وينهون" (اور منع کرتے ہیں)

"عن الفخر والخيلاء" (فخر کرنے سے اور تکبر کرنے سے)

"والبغي والإستطالة"(اور زیادتی کرنے سے اور بڑائی کرنے سے دوسروں پر)

"على الخلق"(مخلوق پر)

"بحق أو بغير حق"(چاہے حق کے ساتھ ہو یا بغیر حق کے ہو)۔ان تمام چیزوں سے منع کرتے ہیں۔

اچھا فخر جو ہوتا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ قول سے ہوتا ہے اور خیلاء جو ہے فعل سے ہوتا ہے (تکبر جو ہے یا تو انسان تکبر میں کچھ کہتا ہے یا کچھ کرتا ہے تو تکبر میں جو باتیں وہ کرتا ہے اسے فخر کہتے ہیں اور اگر کوئی عمل کرتا ہے کہ سینہ تان کر چلتا ہے یا اپنی گردن اکڑا کر چلتا ہے تو یہ فعل ہوتا ہے، خیلاء عربی میں کہتے ہیں عملی تکبر کو جو فعلاً تکبر کیا جائے)۔

"والبغي العدوان"(زیادتی ہے)"والإستطالة الترفع والإستعلاء"(اپنے آپ کو دوسروں پر بڑا کرنا اور بڑا بنانا یا بڑا سمجھنا): تو ان تمام چیزوں سے منع کرتے ہیں اہل سنت والجماعت کہ انسان دوسروں پر کوئی فخر نہ کرے، یہ نہ کہے کہ میں ہی عالم ہوں یا میں مالدار ہوں غنی ہوں یا میں بہادر ہوں، ایسا نہیں کہنا چاہیے اور اسی طریقے سے تکبر کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ تم میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہو یا میں تم سے رتبے میں بڑا ہوں یا تم سے میں زیادہ جاننے والا ہوں یا اپنی بڑائی کا کوئی ذکر کرے اور دوسروں کو ذلیل کرے تو یہ چیزیں جو ہیں یہ جائز نہیں ہیں اور اہل سنت والجماعت جو ہیں اس سے منع کرتے ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ عثیمین رحمہ اللہ): تو اس میں ایک تو تکبر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ظلم اور زیادتی بھی ہے اور دوسروں پر بڑائی بھی ہے، اور خیلاء سے منع کیا ہے (عملی تکبر سے منع کیا ہے) اور روکا گیا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی چال سے دکھاتا ہے کہ تکبر کی چال یا متکبرین کی چال چلنا، یا اپنی چہرے کو موڑ دیتا ہے یا اپنے سَر کو اٹھا کر رکھتا ہے یا گردن کو اکڑا کر رکھتا ہے جب وہ چلتا ہے گویا ایسا لگتا ہے کہ اس نے آسمان کو چھو لیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع فرمایا ہے اور ایسے شخص کی بھی مذمت کی ہے جو ایسا عمل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الاسراء آیت نمبر 37 میں:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝٣٧﴾۔

اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

(۱)﴿وَلَا تَمْشِ﴾مت چلو۔

(۲)﴿فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾: تکبر کی چال۔

(۳)﴿إِنَّكَ﴾: بے شک تم جو ہو۔

(۴)﴿لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ﴾: کبھی بھی زمین کو تم پھاڑ نہیں سکتے ہو اپنی اس چال سے جو تم چل رہے ہو۔

(۵)﴿وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾: اور نہ ہی تم پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ سکتے ہو۔

نہ تو تم اتنے لمبے ہو کہ پہاڑوں تک اپنے آپ کو سمجھنے لگو اور نہ تمہارے اندر اتنا زور ہے کہ تم اپنی چال سے زمین میں کوئی سوراخ کردو یا زمین کو پھاڑ دو، تو تمہاری یہ جرأت نہیں ہے اس لیے تمہیں اپنی چال کو درست کرنا چاہیے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اہل سنت والجماعت جو ہیں ان تمام چیزوں سے منع کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ''كن متواضعًا في القول وفي الفعل'': یہ اصل بات ہے کہ تواضع اور انکساری کے ساتھ اپنے رہن سہن کو درست کرو اپنے قول سے اور اپنے فعل سے، قول سے کہ اپنی تعریف اپنے تئیں مت کرو، اِلّا یہ کہ اس کی کوئی ضرورت پڑ جائے کہ آپ نے کسی خوبی کا ذکر کرنا ہے اور وہ بھی ضرورت کے تحت جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی شخص جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم رکھتا ہے مجھ سے زیادہ اور بہت لمبا سفر ہو کہ اونٹوں کا سفر کر کے جانا پڑے وہاں تک تو میں اس کی طرف سفر کر کے ضرور جاتا"۔

یعنی وہ یہ فرما رہے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں وہ دو چیزوں کی طرف توجہ دے رہے ہیں:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ لوگوں کو اجاگر کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم حاصل کریں یعنی تفسیر القرآن کا علم حاصل کریں۔

(۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ اس طرف بھی لوگوں کو بلا رہے ہیں کہ ان سے علم حاصل کیا جائے یعنی جو اہل علم ہیں ان سے علم حاصل کیا جائے اور اپنے زمانے میں وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان سے بڑھ کر قرآن مجید کی تفسیر کا علم کوئی نہیں جانتا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہ وہ شخص جس کی اچھی صفات اور خصال ہوں وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کا معاملہ جو ہے لوگوں پر مخفی رہتا ہے یا لوگ نہیں جانتے، تو اہل خیر کی جو خوبصورت خصلتیں اور صفات ہیں وہ واضح ہوتی ہیں لوگوں کو، لوگ اچھی طرح دیکھتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں چاہے وہ لوگوں کو بتائے یا نہ بتائے بلکہ اگر کچھ لوگ اپنی خوبیاں بیان کرنے لگیں لوگوں میں تو وہ لوگوں کی آنکھوں سے گر جاتا ہے تو تمہیں اس چیز سے خبردار رہنا چاہیے۔

شیخ صاحب نصیحت کر رہے ہیں کہ اس چیز سے بچنا چاہیے اپنی خوبیاں یا اپنی تعریفیں لوگوں کے سامنے نہیں کرنی چاہیئں، ہاں! اگر اس کی ضرورت ہے تو ضرورت کے تحت اس کی ایکسپشن (Exception) ہے لیکن وہ بھی بالکل محدود طریقے سے۔

پھر ''البغي'' سے منع کیا ہے اور بغی جو ہے یعنی دوسروں پر زیادتی کرنا اور تین چیزوں سے زیادتی ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متفق علیہ حدیث میں بیان کیا ہے: ''إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ ''(بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، اور تمہاری عزت اور آبرو تم پر حرام ہے)۔

اور یہ معروف حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ تھا ایک حصہ ہے اس عظیم خطبے کا۔

تو لوگوں پر جو زیادتی ہوتی ہے ان تین چیزوں کے ذریعے سے ہوتی ہے یا تو زیادتی ان کا قتل کرنے میں ہوتی ہے یا ان کا مال چھینے سے ہوتی ہے ان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے سے ہوتی ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں:

1-مال میں جو زیادتی ہے جیسا کہ کوئی شخص کس پر اس چیز کا دعویٰ کرے جو اس کا نہیں ہے، کسی شخص پر مال کا دعویٰ کرے کہ اس کا مال فلاں کے پاس ہے جبکہ بے بنیاد دعویٰ ہے غلط ہے جھوٹ بول رہا ہے اُس نے اُس کا کوئی پیسہ دینا نہیں ہے لیکن وہ دعویٰ یہ کر رہا ہے کہ فلاں نے میرا پیسہ دینا ہے تو یہ زیادتی ہے۔

دوسری قسم مال میں زیادتی جو ہے کہ کسی کے حق کا انکار کرنا، اس نے کسی کا حق دینا ہے اور وہ انکار کرتا ہے کہ میں نے کسی کا حق نہیں دینا ہے یہ بھی مال میں زیادتی ہے۔

یا تیسری چیز کہ کسی سے کوئی چیز چھین لے کسی کا مال چھین لے جو اس کا نہیں ہے اور نہ ہی اس پر اس کا حق ہے۔

تو ان تین چیزوں سے مال میں زیادتی ہوتی۔

2-خون میں جو زیادتی ہے چاہے قتل ہو یا قتل کے علاوہ جسم پر اگر کوئی کسی کو چوٹ لگاتا ہے یا قتل کر دیتا ہے کسی شخص کو تو یہ خون میں زیادتی ہے (دماء میں)۔

3-اور تیسرا جو اعراض ہے شیخ صاحب فرماتے، اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے نام کو خراب کرنا اس کی غیبت کر کے یا چغل خوری کر کے یا غلط تہمتیں لگا کر اس کا جو نام ہے یا اس کا اگر معاشرے میں کوئی مقام ہے تو اس کو گرانے کے لیے اس پر جھوٹ باندھنا اور تہمتیں لگانا یا تو اس کا یہ مقصد ہے اور اس کا یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ جو اس لفظ سے ظاہر ہے یعنی اور واضح ہے کہ اس سے مراد زنا ہے یا اور کوئی بدکاری ہے۔

تو یہ تمام چیزیں حرام ہیں اہل سنت والجماعت ان تمام چیزوں سے اور ہر قسم کی زیادتی سے منع کرتے ہیں چاہے زیادتی مال پر ہو، یا خون پر ہو، یا عزت وآبرو پر ہو۔

اور اسی طریقے سے لوگوں پر بڑائی کرنا یا مخلوق پر بڑائی کرنا چاہے حق کے ساتھ ہو یا بغیر حق کے اور یہ بھی اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایک بُرا عمل ہے جس سے وہ منع کرتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو کوئی بڑی چیز سمجھے کہ وہ کوئی بڑی چیز ہے اور دوسروں پر اس بڑائی کو بیان بھی کرتا رہتا ہے چاہے اپنے قول سے یا اپنے فعل سے، اور حق بات یہ ہے اس کو یہ چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی نعمتیں نازل کی ہیں یا نعمتوں سے نوازا ہے تو اسے ان نعمتوں کا شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دوسروں پر یہ فضیلت بخشی ہے چاہے مال میں ہو یا وہ اثر ورسوخ میں ہو یا علم میں ہو یا اس کے علاوہ بھی، تو اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی خیر سے نوازا ہے کسی نعمت سے نوازا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مزید انکساری سے کام لینا چاہیے تاکہ حسن کے ساتھ اس حسن کو بھی جوڑ دے کیونکہ ایسی جگہوں پر جہاں پر وہ شخص بڑا ہو اور اپنے آپ کو انکساری کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش کرتا ہے تو ایسا شخص جو ہے وہ حقیقتاً متواضع ہے اس نے اس معاملے کا حق ادا کیا ہے۔

پھر یہ کہنا کہ "بحق أو بغير حق": اس سے منع کیا ہے۔

حق کے ساتھ کیسے شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر کسی کا کوئی حق ہو کہ کوئی شخص واقعی کسی عہدے پر فائز ہے یا اثر ورسوخ والا شخص ہے تو وہ اس بناء پر دوسروں پر فوقیت حاصل کر چکا ہے تو اس کے باوجود بھی اسے تکبر نہیں کرنا چاہیے، یہ جو عہدہ ہے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے جو آپ کا مقام ہے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے تو ہرگز اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوئی بلند مقام دیا ہے دنیا میں آپ اس کا غلط ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں پر تکبر کرتے ہوئے ان پر ظلم کریں یا زیادتی کریں۔

تو حق سے مراد یہ ہے کہ اگر واقعی اس کا کوئی اثر ورسوخ ہے اور اس کا کوئی عہدہ ہے یا اس طریقے سے اس کا کوئی معاشرے میں مقام ہے تو اسے دوسروں پر بڑائی نہیں کرنی چاہیے، اور "بغير حق" تو ہم سب جانتے ہیں کہ دوسروں پر زیادتی کر دیتا ہے اور ان پر ظلم کر دیتا ہے۔

اہل سنت والجماعت جو ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے وہ ان تمام بُرائیوں سے منع کرتے ہیں اور بڑائی سے بھی منع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر چاہے وہ حق کے ساتھ ہو یا ناحق ہو۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: "ويأمرون بمعالي الأخلاق": اور اہل سنت والجماعت جو حکم دیتے ہیں بلند اخلاق کا (جب ان تمام چیزوں سے منع کیا ہے جو بُرائیاں ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ وہ اعلیٰ اخلاق کا حکم بھی دیتے ہیں)، اور بلند اخلاق اور اعلیٰ اخلاق سے مراد جیسا کہ سچائی ہے اور پاکدامنی ہے اور امانتداری ہے اس طریقے سے دیگر چیزیں جو ہیں اعلیٰ اخلاق میں جن کا شمار ہوتا ہے۔

"وينهون عن سفسافها": اور پست اخلاق سے منع کرتے ہیں جو بُرے اخلاق ہیں جیسا کہ جھوٹ ہے خیانت ہے اور فحاشی وغیرہ ہے ان تمام چیزوں سے بھی منع کرتے ہیں۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وكل ما يقولونه ويفعلونه من هذا وغيره" (اور جو کچھ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں یا کرتے ہیں ان چیزوں سے جن کا ذکر کیا گیا یا ان کے علاوہ بھی) "فإنما هم فيه متبعون للكتاب والسنة" (تو وہ ان تمام چیزوں میں اتباع کرتے ہیں کتاب کی اور سنت کی (یعنی قرآن مجید کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی))

"وطريقتهم هي دين الإسلام" (اور ان کا جو طریقہ ہے دین اسلام کا طریقہ ہے) "الذي بعث الله به محمدًا صلى الله عليه وسلم" (وہ طریقہ جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے)۔

شرح میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كل ما يقولونه": جو کچھ کہتے ہیں یعنی اہل سنت والجماعت۔

"ويفعلونه: اور جو کچھ کرتے ہیں۔

"من هذا وغيره": جس کا ذکر کیا گیا یا اس کے علاوہ۔

"فإنما هم فيه متبعون للكتاب والسنة": یعنی یہی حالت ہے جس پر انسان کو خبردار رہنا چاہیے اور خاص خیال رکھنا چاہیے اور ہم جو کچھ بھی کہتے ہیں اور جو کچھ بھی کرتے ہیں جب ہم کہہ رہے ہوتے ہیں یا کر رہے ہوتے ہیں تو ہم اپنے قول اور فعل میں اتباع کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کے ساتھ تاکہ ہمارے اقوال اور افعال تمام کے تمام عبادات میں شامل ہو جائیں، اس لیے یہ بات کہی جاتی ہے کہ جو غافلین کی عبادات ہیں وہ عادات ہوتی ہیں، اور جو منتبھین کی عادات ہیں وہ عبادات ہوتی ہیں۔

یعنی لوگ اس میں دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) جس شخص کو اللہ تعالیٰ توفیق دے دے تو وہ اپنی عادتوں کو عبادات میں تبدیل کر دیتا ہے۔

(۲) اور جو غافل ہوتے ہیں وہ اپنی عبادات کو بھی گنوا دیتے ہیں اور عادات میں ان کا شمار ہو جاتا ہے۔

کوئی مثال جانتا ہے اب ایک عادت ہے آپ اسے عبادت میں کیسے بدل سکتے ہیں کیا ممکن ہے ؟نیت سے۔

کوئی مثال دیں نانیت سے تو مجھے پتہ ہے ؟ آپ سونا چاہتے ہیں سونا کیا ہے عادت ہے عبادت ہے ؟ عادت ہے۔آپ جب سوتے ہیں تو کیانیت کریں گے ؟

(۱) پہلے تو یہ نیت ہے کہ توانائی مجھے ملے گی اور میں فجر کی نماز جو ہے وقت پر پڑھوں گااوران شاءاللہ باجماعت اگلی صف میں پڑھو ں گا، توآپ جلدی سوتے ہیں اس نیت سے۔

(۲) دوسرا؛جب آپ وضو کر کے سوتے ہیں اتباع سنت کی نیت سے سوتے ہیں سونے سے پہلے وضو کرنا بھی آپ کی نیت یہ ہوتی ہے تا کہ میری نیند جو ہے وہ کیسی ہو؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری رہنمائی کی ہے یہ بھی اس میں شامل ہے۔

کوئی اور مثال؟

(۱) کھانا کھانا: آپ کھانا کھاتے ہیں عادت ہے پھر عبادت کیسے ہو سکتی ہے ؟آپ کا کھاناعبادت ہو سکتا ہے کیسے ہوگا؟ جب آپ اس نیت سے کھانا کھائیں گے تا کہ مجھے توانائی ملے گی اور میں عبادت جو ہے وہ چستی سے اور اچھے طریقے سے یانماز پڑھ سکوں گا۔

(۲) اور رزق کمانا: حلال رزق آپ کام پر جاتے ہیں اور آپ حلال کماتے ہیں اور اس نیت سے حلال کماتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے آپ اس کو بھی عبادت میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

(۳) سفر کرنا: سفر کرنا عادت ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے لیے سفر کرتے ہیں اس نیت سے کہ اس سفر سے مجھے اُجر ملے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ سفر کرتے ہیں تب بھی آپ کی یہ عادت جو ہے وہ عبادت میں بدل جائے گی۔

اچھااِس کاالُٹ آپ کی عبادت عادت کیسے ہو سکتی ہے ؟

(۱) غفلت سے کیا مراد ہے اور کیسے غفلت ہو گی ؟

چند بڑی خطرناک باتیں ہیں نماز پڑھی ہے نا بندے نے اسے پتہ ہی نہیں اس نے پڑھا کیا ہے! امام نے کون سی سورۃ تلاوت کی ہے اس کو پتہ نہیں ہے،ایک غفلت ہوتی ہے جو نماز کو باطل کر دیتی ہے اور ایک ایسی غفلت ہوتی ہے جو نماز کے اُجر میں کمی پیدا کر دیتی ہے۔

دیکھیں اللہ نے کیا فرمایا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝٤ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝٥﴾ (الماعون:4-5)۔

کبھی سوچا ہے کہ نمازیوں کے لیے ویل ہے؟!

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ﴾ یہ کون سے نمازی ہیں؟! جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن غفلت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں غافل ہوتے ہیں!

جانتے ہیں ویل کیا ہے؟ یہ وعید کا لفظ کہ سخت وعید ہے اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے جس میں جہنمیوں کا جو عصارۃ ہوتا ہے جو ان کے جسم کی گندگی ہوتی ہے وہ اس میں ہوتی ہے وہ اس میں سے کھاتے ہیں!

تو بے نمازیوں کا کیا حال ہوگا اللہ رحم کرے!

اس لیے غفلت سے بچنا ہے آپ کی عبادات کو عادات بنا دیتی ہے اور اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے) اس غفلت کا شکار ہیں چاہے نماز میں ہو!

وضو میں دیکھ لیں آپ اکثر غلطیاں وضو میں ہوتی ہیں سب سے پہلی اور سب بڑی غلطی وضو میں کیا ہوتی ہے؟

سب سے پہلے کیا بندہ کرتا ہے؟ وہ پانی کھولتا ہے نا۔

کتنا پانی کھولتا ہے؟

میں نے کہا سب سے پہلے آپ دیکھ لیں 99 پرسنٹ لوگ یا اس سے بھی زیادہ جو ہیں نا پانی فُل کھولتے ہیں جبکہ آپ کی ضرورت کتنی ہوتی ہے؟ آپ کر کے دیکھ لیں جتنا پانی ابھی آپ کھول رہے ہیں اور اس کا دسواں حصہ آپ کھول کر دیکھیں اور وضو کر کے دیکھیں کیا فرق ہے وضو میں، یہ سب سے بڑی غلطی ہے سب سے بڑی غفلت ہے!

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے پانی کو ضائع کرنے سے تو ایک صحابی نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا پانی میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جی ہاں! اگرچہ تُو بہتے ہوئے دریا پر ہی کیوں نہ کھڑا ہو۔

تو پانی کو ضائع نہیں کرنا: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (الاسراء:27)۔

پانی میں بھی تبذیر ہوتا ہے اور عبادت میں آپ تبذیر کر رہے ہیں یہ غفلت ہے کہ نہیں ہے؟! (إلّا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ)۔

اس لیے اکثر لوگ جب وضو کرتے ہیں تو اصل وضو جیسا کہ کرنا چاہیے نہیں کرتے کیونکہ نیت تو ہوتی ہے لیکن اس کا حق ادا نہیں ہوتا وہ عبادت سے غافل ہیں ان کو پتہ نہیں میں عبادت کر رہا ہوں، اس کو یہ نہیں پتہ کہ میں جسم کے حصے دھو رہا ہوں ترتیب سے دھو رہا ہوں!

یہ تو اللہ کا شکر ہے کہ یہ عبادت باطل نہیں ہوتی کیونکہ نیت بھی ہے اور اتباع سنت بھی ہے وہ ہو گیا ہے لیکن اسے پتہ نہیں ہے وہ اگر اس احساس کے ساتھ وضو کرے کہ جب اپنا چہرہ دھوتا ہوں تو چہرے کے جو گناہ ہیں وہ آخری بوند کے ساتھ بھی نکل جاتے ہیں، جب ہاتھ دھوتا ہوں تو ہاتھوں سے جو گناہ میں نے کیے ہیں وہ سارے دھل جاتے ہیں، جب پاؤں دھوتا ہوں پاؤں سے جو میں نے گناہ کیے ہیں وہ جھڑ رہے ہیں صاف ہو رہے ہیں۔ تو ہمارا وضو کیسا ہونا چاہیے پھر؟!

دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے اپنے کانوں سے اپنی زبان سے کتنے گناہ کرتے ہیں ہم اور اللہ کا کرم دیکھیں کہ پانچ نمازیں فرض ہیں صرف فرض نمازوں میں پانچ مرتبہ وضو بھی فرض ہے، اور پانچ مرتبہ اپنے جسم کی دھلائی کرتے ہیں اور گناہوں سے پاک کرتے ہیں اگر اس احساس کے ساتھ ہم وضو کریں تو وضو عبادت ہو گا کہ نہیں؟

ویسے وضو عبادت ہے کہ نہیں کبھی سوچا ہے؟ جب میں اس نیت سے وضو کرتا ہوں کہ وضو عبادت ہے تو میرا وضو کیسا ہو گا؟ جب وضو کرتا ہوں کیونکہ میں نے نماز پڑھنی ہے اور میں نے وضو کرنا ہے بس تو اس میں غفلت شامل ہو جاتی ہے غفلت کو بیچ میں نہ آنے دیں۔

اور دیکھیں: قرآن مجید کی تلاوت عبادت ہے؟ عبادت ہے۔

غفلت کیسے ہوتی ہے؟ عادت کیسے ہوتی ہے؟ اکثر لوگ (إلّا من رحم الله) قرآن پڑھتے ہیں کچھ سمجھ رہے ہوتے ہیں؟! قرآن نازل کیوں ہوا ہے صرف حرف پڑھنے کے لیے؟! اس لیے ایک یہ بھی سوال ہے کہ قرآن مجید کا حفظ کرنا بہتر ہے یا سمجھ کر عمل کرنا بہتر ہے؟ پورا حفظ کرنا قرآن مجید یا تھوڑا سا پڑھیں سمجھیں اور عمل کریں دونوں میں سے کون سا بہتر ہے؟

جواب: تھوڑا سا سمجھ کر عمل کرنا۔

وجہ کیا ہے قرآن مجید نازل کیوں ہوا ہے صرف حفظ کرنے کے لیے آپ اس کے حروف کو یاد کر لیں یا اصل قرآن مجید آپ کا ضابطۂ حیات ہے آپ نے زندگی کیسے بسر کرنی ہے کیسے جینا ہے اس دنیا میں؟ اپنی آخرت کیسے بہتر کرنی ہے؟ ہمارے پاس قرآن مجید ہی تو ہے اور حدیث بھی قرآن مجید سے ہی ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان جو دوسری وحی ہے۔

تو اصل بات یہ ہے کہ عبادت کریں اور اس عبادت کو عبادت سمجھ کر نا کہ عادت، اگر عادت عبادت میں شامل ہو گئی تو پھر عبادت تو ہم کرتے رہتے ہیں لیکن اس کا جو اصل اثر ہے وہ ہمیں نہیں ملتا، جو خیر اس عبادت کے ساتھ جڑا ہوا ہے وہ خیر جو اُجر عظیم ہے دنیا اور آخرت میں اس سے محرومی ہوتی ہے۔

اور سب سے بڑی مثال کیا ہے؟﴿إِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ﴾ (العنکبوت:45)۔

کتنے نمازی ہیں جو دھوکا دیتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، فریب کرتے ہیں، ظلم کرتے ہیں، فحاشیاں کرتے ہیں، زناکاریاں کرتے ہیں بدکاریاں کرتے ہیں، سود کھاتے ہیں، نہیں!

نماز توپڑھتے ہیں تو نماز نے روکا کیوں نہیں ہے بُرائی سے بدکاریوں سے؟! نماز میں خلل ہے یا نمازی میں خلل ہے؟! نمازی میں خلل ہے نماز میں کوئی خلل نہیں ہے!

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے﴿فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝﴾ ، یہ نہیں فرمایا "فِي صَلَاتِهِمْ سَاهُون" فرق کا پتہ ہے؟

(۱) "فِي صَلَاتِهِمْ": نماز باطل ہو گئی ہے۔

(۲) ﴿عَنۡ صَلَاتِهِمۡ﴾: نماز تو ٹھیک ہے اُجر میں کمی ہو گئی ہے (سبحان اللہ)۔

الغرض؛ تو عبادت کو عبادت سمجھو اس کا حق ادا کرنا ہے۔

سوال: نماز میں چوری کرنا؟

جواب: سب تمام ظاہر ہے نماز میں چوری کرنا، ارکان کا حق ادا نہ کرنا۔

یعنی ایک دفعہ نماز میں تھوڑی سی دیر ہو گئی تھی مریض تھے میں پہنچا تھا تو ایک رکعت ہو گئی تھی، جو ایک شخص ساتھ آکر کھڑا ہوا وہ آخری رکعت میں پہنچا، یعنی اگر میں نے ایک رکعت پڑھی جو مجھ سے چھوٹ گئی تھی اُس بندے نے چار رکعت پڑھ لی اُس ایک رکعت میں! واللہ میرے بھائیو! میں حیران ہوں چار رکعت پڑھ کر ابھی میں سلام نہیں پھیرا وہ سلام پھیر کر اُٹھ کر چلا بھی گیا تھا میرے ساتھ کھڑا ہوا تھا!

اب چار رکعت اُس نے کیسے پڑھی آپ رفتار دیکھیں رفتار کیا ہو گی اس کی؟! اب اُس نے سورۃ الفاتحہ کیسے پڑھی اور باقی جو ارکان ہیں اُس نے کیسے ادا کیے! (إنا لله وإنا إليه راجعون)۔

تو عبادت کو عادت بننے سے بچائیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: مومن کو حریص ہونا چاہیے کہ اپنے اقوال اور افعال کو تابع کر دے قرآن مجید کے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے تاکہ اس کے ساتھ جو اُجر جڑا ہوا ہے وہ اُجر حاصل کر لے اور اس کا ایمان بھی

مضبوط ہو جائے اور کمال ایمان کی حالت تک پہنچ جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت اور انابت بھی اس کی بہترین طریقے سے بآسانی وہ حاصل کر لے۔

تو یہ چند چیزیں ہیں آج کے درس میں، اگلے درس میں یعنی جو اختتامی کلمات ہیں اس کتاب کے بڑے پیارے ہیں جو تہتّر فرقے والی حدیث ہے ابھی اس کا ذکر باقی تھا اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ذکر اس کتاب کے آخر میں کیا ہے ان شاء اللہ اگلے درس میں یہیں سے درس کا آغاز کریں گے اور اس حدیث کے تعلق سے جو اہم پیغامات ہیں اُن پر بات کریں گے۔

(واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (118.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio